غلام مہدی پیر، لیکچرار
شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج نواکدل سرینگر

کشمیری زبان اور تمدن پر فارسی زبان کے اثرات

یگانہ بودن و یکتا شدن از چشم آموز
کہ ہر دو چشم جُدا و جدُا نمی نگرند
(مرزا عمر منور توسنی)

کشمیر کی تاریخ پانچ ہزار سال پرُانی ہے۔لل عارفہ اور شیخ نور الدین ولیؒ کشمیری زبان کے اوّلین مستند شاعر ہیں۔لل عارفہ کے واکھوں میں سنسکرت کا زیادہ اثر ہے اور اسراریت کے حامل ہیں۔اس کے برعکس شیخ العالمؒ کے ہاں اکثر مروجہ کشمیری الفاظ ملتے ہیں۔کشمیریوں کے مطالعہ کے مطابق شیخ العالمؒ کا کلام کشمیری زبان میں قرآن کا درجہ رکھتا ہے۔

کشمیر کا پہلا حکمران رینچن ، حضرت بلبل شاہ شرف الدینؒ کے ہاتھوں ایمان لا کر مسلمان ہوا اور صرف ۲ سال ۶ ماہ مسلمان کی حیثیت سے حکومت کی۔اس نے شاہ مرزا کو اپنا وزیر بنایا تھا جو شہمیری خاندان کا اوّلین بادشاہ گذرا ہے۔آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ شہمیری دور سے ہی کشمیر میں فارسی زبان کا آغاز ہوتا ہے۔

آغاز میں فارسی زبان کے ساتھ ساتھ عربی کا اثر بھی رہا۔ دونوں زبانوں میں تبلیغ

اسلام کا آغاز ہوا دونوں زبانوں میں شعر و شاعری اور تصنیف و تالیف کا کام چلتا رہا۔ لیکن فارسی زبان کی شیرینی نے کشمیر کے لوگوں کو زیادہ متاثر کیا۔ لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ اگر ہم یہ کہیں گے کہ یہاں کے غیر مسلموں نے فارسی زبان میں ہی کلمۂ وحدت پر ایمان لایا تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے غیر مسلم اکثریتی مملکت، مسلم اکثریت بن گئی۔

چونکہ حضرت شرف الدین بلبل شاہؒ نے کشمیر میں زمین ہموار کی تھی اُسکے بعد مبلّغین کی کثیر تعداد حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کی رہبری میں وسطِ ایشیا سے ہوتے ہوئے وارد کشمیر ہوئی۔ حضرت سید علی ہمدانی کے بعد اُن کے فرزندار جمند اس کاروان کو وسعت دے کر اور آگے بڑھاتے رہے۔ زہد و تقویٰ اور ریاضت کی وجہ سے خدا نے اُنہیں سحر انگیز زبان اور قوت ابلاغ عطا فرمائی تھی۔ ان سادات مبلّغین کے سالار میر سید علی ہمدانی قرآن و حدیث کی تعلیم کے عملی اور اعلیٰ نمونہ تھے۔

اُن مبلغین کی بول چال کی زبان فارسی تھی اگرچہ عربی زبان پر بھی اُنہیں عبور حاصل تھا۔ اسی زبان میں وہ اسلام اور قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے رہے۔ رفتہ رفتہ فارسی زبان کشمیر کی ادبی، مذہبی، تاریخی اور ترسیلی زبان بنتی گئی۔ اس زبان میں خواند و نوشت باعث افتخار سمجھا جانے لگا۔ یہ چھ سو سال سے زیادہ عرصے تک کشمیر کی ادبی اور درباری زبان رہی جس کا ثبوت چودھویں سے لیکر بیسویں صدی کے نصف اوّل سے آگے تک بھی وجود میں آنیوالا ادب ہے۔ یہ ادب شاعری، تاریخ، جغرافیہ، اخلاقیات، فلسفہ وغیرہ کی صورت میں اس وقت بھی موجود ہے۔

اس حقیقت سے ہم منہ نہیں موڑ سکتے ہیں کہ زندہ زبان وہی ہوتی ہے جو روزمرہ کے بول چال میں کام آتی ہو۔ اگرچہ فارسی زبان عصر حاضر میں ایران کی سرکاری اور ادبی زبان ہے

لیکن اس کے ساتھ افغانستان، تاجیک، از بیک وغیرہ کی ریاستوں میں بھی ادبی اور نشریاتی زبان کا درجہ رکھتی ہے۔ فخر کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کی اور ریاستوں (ماسوائے چند) کے علاوہ جموں وکشمیر میں بھی اس کا خاصا اثر باقی ہے۔ یونیورسٹی اور کالجوں میں ہزاروں طلبا وطالبات اس کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ یہاں کے تبلیغی خاندانوں میں بھی اس کا اثر قائم ہے۔ سب سے بڑھ کر کشمیری زبان وادب، رہن سہن، اعتقادات، عادات واطوار اور عام بول چال اس کے اثر سے عاری نہیں ہے۔ اسی رعایت سے دنیا میں دو ''ایران'' اوّل ایران بزرگ Persian یا I.R.I. اور دوسرا ایران صغیر Minor Iran یعنی کشمیر ہے۔

فارسی زبان کی جڑیں کشمیر کی سرزمین میں کافی گہرائی تک پیوست ہیں۔ فارسی کی خمیر سے ہی کشمیری زبان وادب کی رنگت اور ہیّت قائم ہے۔ کشمیری تہذیب وتمدّن، زبان وادب، کاروباری زندگی، تعزیت وتہنیت کے مراسم، صوم وصلواۃ کے اوضاع واوقات، ملبوسات، تعمیراتی امور وغیرہ غرض جو بھی پہلو ہو اتنا کہنا کافی ہے۔

ہر رنگ میں جلوہ ہے تیرے ظہور کا

اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ فارسی زبان ایسا درخت ہے جسے کشمیر کی زرخیز زمین بہت راست آئی اور قد آوری میں بھی معاون ثابت ہوئی۔ اسی درخت کی دلنشین چھاؤں میں کشمیری اور اردو کے علاوہ ہندی بھی اپنی زلفیں سنوارتی رہی۔ اگر فارسی زبان کے الفاظ کشمیری اور اردو زبان سے الگ کئے جائیں تو دونوں زبانیں بے کار تو نہیں لیکن پھیکی پھیکی ضرور پڑیں گی۔ فارسی اور کشمیری زبان وتمدّن آپس میں، ''من جان شدم تو تن شدی'' کے مصداق ہیں۔

بہر حال وقت کی نزاکت مدِ نظر رکھ کر میں یہاں اجمالاً چند الفاظ کی فہرست، جو ہمارے ہاں عام بول چال اور ادبی مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں، پیش کرتا ہوں، ان الفاظ اور

اصطلاحات کی چھاپ کشمیری زبان وادب سے ناقابلِ تنسیخ ہے۔

ا۔ جب ہم تعمیرات کی بات کرتے ہیں تو چند اصطلاحات کا ذکر ناگذیر بن جاتا ہے جیسے:
دیوار، فرش، بام، دریچہ، پنجرہ دار کھڑکی، برآمدہ، حمام، ایک منزلہ یا دو منزلہ......

۲۔ عام کاروباری زندگی میں جب بیوپار یا دوکاندار کا اپنے گاہکوں سے واسطہ پڑتا ہے تو یہ اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں جو بالکل فارسی سے آئی ہیں جیسے: ''صورت حساب بنام، تفصیل، در (Rate) روغن خورنی، چوبِ زرد، زیر سیاہ یا سفید، نمک کوہی، کل میزان، وصول، باقی، سابقہ......

۳۔ عام گفتگو کے دوران کچھ اصطلاحتیں اور ضرب المثل جیسے: ابجد خوان (Beginner) بسیار گو، حیلہ گر را بہانہ بسیار، چاہ کن را چاہ درپیش، سلام روستائی، عیان راچہ بیان، پری صورت یا رویا پیکر، نازک اندام، دیوقامت، مشتے از خروارے، پیشرو، جانشین، پس ماندہ، پسماندگان، آخر، عاقبیت باران، آزمائش، پرواز، درآمد، فریاد، خواب، خون، زمین، زمیندار، آسمان، آفتاب، ستارہ، ہوا، درجہ حرارت، کاشت، کاشتکار، خروار......

۴۔ نماز اور وقت کے لیے جن اصطلاحوں کا استعمال ہوتا ہے جیسے، اذان یا بانگ، پنجگانہ نماز، پیشوا، مقتدی، صف، دستار، صبح، شام، خفتن، شب، نصف شب، شب وروز، شبانہ، زمان، ساعت حسن، نیک ساعت، روز روزانہ، ماہانہ، سالانہ......

۵۔ کپڑوں کے لیے جو اصطلاحیں کشمیر میں رائج ہیں جیسے: کلہ پوش، عرق چین، گلوبند، اتھ پنجہ، پاجامہ، فرن (پیراہن) (جوراب)، پوشاک، پستانبند، دستار، شملہ......

۶۔ کسی کی بری عادت ظاہر کرنے کے لیے جیسے بدصورت، بدکردار، بدظن، بدمزاج، بدمعاش، بدچلن، بدخواہ......

۷۔ لاحقہ (Prefix) میں 'بے' جوڑ کر نفی ظاہر کرنے کے لیے، جیسے: بے معنی، بے وجہ، بیگاہ، بے حساب، بے ایمان، بے پروا، بے جان، بے شمار، بے دین، بے سواد......

۸۔ لاحقہ (Prefix) میں 'با' جوڑ کر مثبت پہلو ظاہر کرنے کے لیے جیسے: باسواد، باقاعدہ، باضابطہ، باخدا، باادب، بامحاورہ، بارونق، باصلاحیت، بااختیار، باپیر، باوزن......

۹۔ لاحقہ میں نہی کی علامت 'مہ' یا 'نہ' جوڑ کر کسی کام کے کرنے کی ممانعت ظاہر کرتا ہے جیسے: مکن سے مکرَ، مگو، موَن، مرو سے مگرشھ، نکار یعنی انکار......

۱۰۔ مسابقہ (Suffix) میں یافتہ جوڑ کر جیسے: تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ، سند یافتہ، تہذیب یافتہ، تربیت یافتہ......

۱۱۔ مسابقہ (Suffix) میں زدہ یا زد جوڑ کر جیسے: مصیبت زدہ، شورش زدہ، طاعون زدہ، یا تاوان زدہ، زبان زد......

۱۲۔ مسابقہ میں 'کش' جوڑ کر جیسے: محنت کش، جفاکش، زحمت کش، فاقہ کش، زورکش، آری کش، کھُو ریار وجھن کش، قبض کش، دانہ کش......

۱۳۔ موسیقی کے لیے مشترکہ اصطلاحتیں جیسے: نغمہ، موسیقی، تار، ساز، میانہ، نی، زیر، بالا......

۱۴۔ Vowel کی تھوڑی سی تفاوت کے ساتھ فارسی کی اصطلاح ہو بہو کشمیر میں مستعمل ہے جیسے: عالم سے عالم، فاضل سے فاضلِ، عادل سے عادل، تعلیم سے تالیم، عاملِ سے عامل، عاقل سے عاقل، غافل سے غافل۔

۱۵۔ گاڑیوں میں مسافروں سے کرایہ بٹورتے وقت کنڈیکٹر احتراماً اور اپنانیت سے سواریوں کو پکارتا ہے جیسے: ہمشیرہ، برادر، بزرگ، بابا، کاکا (کاک)......

۱۶۔ شادیوں اور function پر جو پکوان پکائے جاتے ہیں۔ بیشتر ایران سے آئے ہیں اور اس وقت بھی اُسی صورت میں قائم ہیں جیسے: روغن جوش، کباب، یخنی (آبگوش) قرمہ پلاؤ، حلوہ، شربت، ماز گُشنہ (گرسنہ)۔

۱۷۔ ہاتھوں سے بننے والی چیزیں جو مبلّغین دین اپنے ساتھ لائے ہیں اس وقت بھی اُنہی ناموں سے اسی انداز اور کشش کے ساتھ تیار کیے جاتے ہیں۔ شال بافی، قالین بافی یا سازی، پیپر ماشی، سنگتراشی، کندہ کاری، طلادوزی، سنجاب، بخیہ...... (Crafts)

۱۸۔ کچھ ایسی اصطلاحیں رائج ہیں جن میں سے ایک لفظ مکمل فارسی اور دوسرا کشمیری زبان سے تعلق رکھتا ہے معنی کی شدت ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں جیسے: مودر قند، ووزُل ناریاتوت نار، ترُن یخ، کریوہن سیاہ، سفید شین، ژوک آتش......

چونکہ فہرست کافی طویل ہے اس لیے انہی الفاظ واصطلاحات پر اکتفا کرتا ہوں مگر اتنا ضرور کہہ دیتا ہوں کہ اب کشمیری یا اردو زبان وادب میں فارسی الفاظ کی وہی حیثیت واہمیت ہے جو نگینے کو انگوٹھی میں حاصل ہے۔

اب اختصار کے ساتھ کشمیری ادب پر فارسی کے اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس تناظر (پہلو) میں الفاظ اور اصطلاحات کے ساتھ ساتھ دونوں زبانوں کے شعری ادب میں معنوی ربط بھی پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کشمیری زبان کا یہ مصرعہ جیسے:

؎ اکھ ذرا پیہ کوہ طورس موسیٰؑ اتھ مورنو

اسی تاریخی واقعہ کو معنی کے ساتھ ساتھ ملا محسن فانؔی اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

چون کلیم طالب دیدار امانز دِمن
ربِ اَرِنی را جواب لَن ترانی مشکل است

ایک کشمیری کہاوت ہے کہ پِلہ مالہ سنڈ فرِن برابر گژھ تیلہ پزہ احتیاط کرُن

یعنی جب والد کا پیراہن بیٹے کے قد پر راست آئے تو اُس صورت میں باپ کو ہی احتیاط برتنی چاہیے یعنی اونچی زبان میں اپنے بچوں کے ساتھ بات نہ کرے۔ اسی تجربے کو نظامی گنجوی نے بہت پہلے اس طرح بیان کیا ہے ؎

چون شد جامہ بر قدِ فرزند راست

نباید دگر مہر فرزند خواست

موتی لال ساقیؔ کشمیری زبان کا ایک منجھا ہوا شاعر، ناقد اور ادیب چند سال پہلے فوت ہوا۔ اپنے دل کو اس طرح تسلی دیتے ہیں ؎

غنیمت شامِ غم روزیا نہ روزیا

امسِ زُلفن پیہ خم روزیا نہ روزیا

اس شعر کا حُسن اور حسن معنی صرف شامِ غم۔ دم، زلف، خم اور دم سے قائم ہے۔ جو تمام فارسی زبان کے الفاظ ہیں۔ اسی فارسی کے لفظی پیکر نے ساقیؔ کے اس شعر کو جاندار اور کشمیر میں زبان زدِ عام بنایا ہے قدرت کا دستور ہے کہ ہاتھ کی پانچ اُنگلیاں یکساں نہیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس دُنیا میں رہنے والے لوگ بھی استعداد کے لحاظ سے یکساں نہیں ہیں۔ اختیارات کے لحاظ سے بھی متاوفت ہیں۔ کیا کریں بعض اوقات اوروں کے طعنے اور زیادتیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بہر حال ہمارا ایمان اس قول پر ہے کہ تمام اعمال کا روز حساب ہے جہاں اپنا کیا ہوا سامنے ہوگا اور بغیر چون و چرا مکافات قبول کرنا ہے۔ اسی مناسبت سے ایک کشمیری مرثیہ گو کا ذکر کرتا ہوں۔

گنِڈ خواجہ قاسم میں خواجہ خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک مشہور مرثیہ گو خواجہ دائم گذرا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ پیشے سے تیلی (عصار) تھا۔ جب پہلا مرثیہ تخلیق کیا اور ایک بڑی مجلس میں

پڑھا۔ وہاں چند اونچی ذات کے معتقدین بھی موجود تھے۔ انہیں تھوڑی سی جلن ہوئی اور مجلس کے اختتام پر کہا "تِلہ وان کراتھ چھس"، یعنی کلام اچھا ہے مگر پیشے (تیلی) کی باسی بُو ہے تو خواجہ دائمؒ نے اس کے جواب میں کہا،......سیاہ وسفید نہ روزِ جزا"، یعنی کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے یہ سب کچھ روزِ محشر ہی ظاہر ہوگا غرور سے بچنے اور راہ راست پر چلنے کے لیے بہت پہلے شیخ سعدیؒ نے اس مضمون کو اس طرح باندھا ہے تاکہ پڑھنے والا انکساری سے کام لے۔

روزِی کہ زیرِ خاک تنِ ما نہان شود

وآنہا کہ کردہ ایم یکا یک عیان شود

ان دونوں کے ہاں دو چیزیں مشترک ہیں اوّل یہ کہ خواجہ دائم کشمیری ہے مگر سیاہ وسفید، روزِ جزا تمام فارسی لغت سے تعلق رکھتے ہیں اور شیخ سعدیؒ تو خود فارسی لغت ہی دوئم یہ کہ اس دنیا میں رہ کر جو کچھ ہم کررہے ہیں چاہے روزِ روشن یا پردے کے پیچھے، یقین رکھنا ہے کہ دونوں طرح کی حرکات وسکنات پر غیبی شاہدین نظر رکھے ہوئے ہیں اور سب کچھ تحریر ہوتا جارہا ہے۔

چونکہ صنفِ مرثیہ کا ذکر چلا۔ بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک اور جزؤ مرثیہ کا بیاں کروں جس سے اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ فارسیت کے رنگ نے کشمیر مرثیہ کے رنگ کو مغلوب کیا ہے۔ اس مرثیہ کا عنوان "دماغ" ہے۔ یہاں دماغ کا مطلب Brain ہے۔ جزؤ اس طرح ہے۔

"یا اللہ! بخشتم پیش بیدیا، یُتھ سپنیم نِکہتہ معرفتہ دماغ فردآرا"

اس میں ایک لفظ عربی اور صرف دو لفظ یعنی یُتھ اور سپنم کشمیر زبان سے ہیں باقی سارا فارسی ہے۔

کشمیری زبان میں ایک مقولہ سنتا آیا ہوں کہ "بندِ نی گُنہٖ کرہ خودا کیا بخشسِ"

یعنی اگر بندہ سے کوئی خطا سرزد نہ ہوا تو خدا سے کس لیے معافی مانگنی ہے؟ اگر یہی بات شعری صورت میں ہو تو اِسے تجاہلِ عارفانہ کہیں گے۔ یہ تجاہل عارفانہ فارسی کے بڑے بڑے شاعروں

کی شان سمجھی جاتی ہے اور جس انداز سے اپنے اشعار میں پیش کیا ہے کمالِ فن تصوّر کیا جاتا ہے۔
مثال کے طور پر عمر خیامؔ کی یہ رباعی ملاحظہ فرمائیے۔

نا کردہ گناہ در جہاں کیست بگو — وآنکس کہ گناہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی — پس فرق میان من و تو چیست بگو؟

غنی کشمیریؔ فارسی زبان کا ایسا شاعر گذرا ہے جسے عالمی شہرت ملی ہے۔ غنی کشمیریؔ نے اپنی ایک غزل کے ایک شعر میں ''کرالہ پن'' استعمال کر کے حقیقی معنوں میں سونے کی انگوٹھی میں الماس کا نگین جڑا۔ سارے شعر میں یہ ایک غیر فارسی لفظ ہے اور اجنبیت کا احساس ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ نئے انداز سے ایک نئی شعری عمارت مکمل ہوئی۔

مؤمیانِ تو شدہ کرالہ پن
کرد جُدا کاسۂ سر ہا زتن

کرالہ پن برتن بنانے والے کے ہاتھوں میں ایک نرم وملائم دھاگا ہی نہیں ہے بلکہ ایسی تیز تلوار ہے کہ جس کی کاٹ سے ذرا بھر درد نہیں ہوتا اور عاشق جھومتے جھومتے اپنا سر نچھاور کرتا ہے۔
ایک کشمیری شاعر کے اس مصرعے کو لیجئے۔

اُم عشقہٖ نارن کرُموت مہٖ چھُم جگرس کباب ای نازنین

اس شعر پر فارسی معنویت کے علاوہ فارسی الفاظ کا راج بھی ہے۔ عشق کے شعلوں کی ایسی تاثیر کہ جگر بھُن کر کباب بن جاتا ہے۔ یہ دراصل ہجر کی آگ کے شعلوں کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح حُبّی بھی اندر کا حال زور عشق کی تاثیر سے ظاہر کرتے ہیں۔ جہاں جدُائی کے شعلے ہیں وہاں وہ بھی اندر سے کباب بن گیا ہے۔

گرمی شوقت چہ کرد زمی ذوقت چہ کرد — سینہ کبابم کباب دیدہ برُ آبم آب

فارسی میں جتنی بھی مثنویات کہی گئی ہیں۔ اُنہیں کشمیر کے فارسی اور کشمیری گوشاعروں نے بھی منظوم کیا ہے۔ ان میں سرفہرست محمود گامی کا نام ہے۔ جس نے لیلیٰ مجنون، یوسف زُلیخا، شیخ سنا، شیرین وخسرو، ہارون الرشید، محمود غزنوی، شیخ منصور اور پہلِ کوٗر ''گڈریا کی بیٹی شامل ہیں۔
''پہل کوٗر''، مثنوی مولانا رومیؔ سے گڈریا کے قصّے پر مشتمل ہے۔ یہاں محمود گامی نے مولانا رومیؔ کے منظوم قصّوں کا تقریباً ہو بہو ترجمہ کیا ہے۔ یہ چند دلچسپ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

تِلہ کلیمس توٗرٕ ہ ندا آ وتِ　　　یلہٕ پُہلِ کھیول ترأ وِتھ دراوتی

بندہ مارا زِ ما کردی جُدا　　　وحی آمد سوی موسی از خدا

نہ برایِ فصل کردن آمدی　　　تو برای وصل کردن آمدی

رِکنہٕ آ ہم بالہٕ یارس زاگنی　　　یا موسی آکھ یأ ری لاگنی

یا موسی کیوتھ یہ کروٗ تھ کارڈِی
نِشہٕ جُدا گوہٕ کروتھ دلدارڈِی

لل عارفہ کا شروع میں سرسری ذکر ہوا۔ وہ کشمیری شاعری میں اسراریت کی علمبردار ہیں۔ اگرچہ اُن کے کلام میں فارسی زبان کا رنگ زائل ہے۔ اُن کا ایک زبان زدِ عام واکھ سینیے۔

آمہٕ پنہٕ سُدرس ناوہٕ چھِس لمان
کتہٕ بوزہٕ دِی میوٗن مِتہٕ دِیہٕ تار

یہاں پروفیسر نند کول طالبؔ نے مکمل fitting کے ساتھ لل کے اس واکھ کو فارسی کا جامہ زیب تن کیا ہے۔

درمیانِ بحرنا پیدا کتاب و پرُ خطر
کشتی خود راہمی رانم بہ یک تار طناب

مُستمندم با سلامت طی کُنم راہ سفر

این از من شود یارب قبول و مُستجاب

شیخ العالمؒ نے عورت ذات کے بارے میں آنیوالے وقتوں میں اخلاقی گراوٹ کی پیشین گوئی اس طرح کی ہے۔

ماجہ کوٗرہ گرِتھ اتھ واس نیرن

دوہ دین برن غاٗرن سائتھ

عورت ذات کے ساتھ ساتھ حافظؔ شیرازی دوسرے انداز میں مرد کی خود غرضی کا بھی رونا روتا ہے۔

دختران راہمہ جنگ است وجدل بامادر	پسران رہ ہمہ بدخواہ پدر می بینم
ہیچ رحمے نہ برادر بر برادر دارد	ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

آج کل مادیت نے بیشتر آنکھوں پر پٹی باندھی ہے۔ رشتوں کا لحاظ، شفقت اور احترام فنا ہوتا جارہا ہے اور حافظؔ کے بعد مرزا غالبؔ بھی اپنے انداز میں شیخ العالمؒ اور حافظؔ کی ہمنوائی کرتے ہیں۔

پدر ہا تشنہ خون پسر ہا

پسر ہا دشمن جان پدر ہا

یہ اشعار موجودہ کشمیر معاشرے کے عکاس ہیں۔ جبکہ مادیت پسندی اور بے راہروی نے تمام رشتوں کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔

نثر کی صورت میں ''کاشر انسائیکلو پیڈیا جلد ا ص: ۱۴۰ پر یہ جملہ ملاحظہ کیجئے جو آثارِ شریف حضرت بل کے بارے میں ہے۔ ''خضرت بلکُ پرُان خانقاہ اُوس مُغل تہ کاشرِ طرزِ تعمیر

کہ امتزاجک اکھ خوبصورت نمونہ......''اس میں خالص فارسی کے چار الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔اس سے دو باتوں کا عندیہ ملتا ہے اوّل یہ کہ زبان پر فارسی کا رنگ چھایا ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ کشمیر میں اکثر بننے والے تعمیرات میں ایرانی کاری گری اور فنکاری کا امتزاج ہے۔ جو بہت حد تک آج بھی قائم ہے۔

اس مبارک موقعے پر میں اپنی بات ایک مبارک معاملے پر ہی چھوڑنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے ہاں شادی اور دوسری تقریبات کے موقعے پر دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں۔اگر چہ اب اس میں انگریزی زبان نے اپنے سائے بڑھائے ہیں لیکن فارسی اور (اردو) میں دلچسپ عبارت کا مبدّل نہیں بن سکی ہے۔ایک دعوت نامے کی ہو بہو نقل درج کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''مکرمی......بتقریب کار خیر وخر بزم دعوت احباب کا منعقد ہونا قرار پایا ہے۔آپ سے استدعا ہے بمہر بانی مطابق پروگرام مشمولہ اپنی تشریف آوری اور تناول حاضر سے داعی کو شاکر وممنون فرما کر حاضرین کرام کو مسرور ومحظوظ فرمائیں والسلام۔

تقریب	تاریخ	وقت	یوم	صاحب	خواتین
حنابندی					
مسند نشینی					
ہمراہ شاہ درد دولتخانہ					
استقبال برات					
ولیمہ					
نکاح خوانی					

یہاں اس دعوت نام کی عبارت بزبان حال فارسی کی داعی ہے۔

کشمیری بولنے والے کے مزاج میں فارسی کی آمیزش ہے۔ کشمیری اور اردو دونوں زبانوں میں اگر کسی تحریر یا گفتگو کا بغور جائزہ لیا جائے تو فارسی الفاظ واصطلاحات کا خاص دخل نظر آئیگا۔ ان الفاظ اور اصطلاحات کو خارج کرنا ناممکن ہے۔ فارسی کے بغیر دونوں یعنی اردو اور کشمیری زبانیں ادھوری ہیں۔

نیست جرائت برعرض مرا
گلہ مندم زبی زبانی